سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

نبوت کی تقسیم اور مرزا غلام احمد قادیانی

مولانا احمد سعید دہلویؒ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں آپ ایک عرصہ تک جمعیت علمأ ہند کے ناظم اعلیٰ رہے، آپ خطابت کے عناصر اربعہ میں سے ایک تھے، کشف الرحمن کے نام سے بامحاورہ اردو میں قرآن پاک کی تفسیر لکھی، ساری زندگی آزادیٔ ہند کے لئے انگریزوں کے خلاف جہاد میں گزار دی، اس میں نہ بکے اور نہ جھکے، ذیل میں آپ کی ایک تقریر جو مجلس احرار اسلام ہند کی دعوت پر آپ نے سیالکوٹ میں فرمائی، پیش کی جارہی ہے جو علوم و معارف کا سیلِ رواں ہے اور ختم نبوت کے محاذ پر مجلس احرار اسلام کو خراجِ تحسین بھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خدماتِ جلیلہ کو قبول فرما کر ان کے لئے کفارۂ سیئات بنائیں۔ (آمین)

حضرات! سیالکوٹ کی تقریر کے بعد سے آج تک آواز مجروح ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ تک اپنی آواز پہنچا سکوں۔ اگر آپ حضرات خاموشی کے ساتھ سنتے رہے تو مجھے خدا کے فضل سے توقع ہے کہ میں آپ تک اپنی آواز کے پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

جناب صدر! میں تو پنجاب میں اس لئے آیا تھا کہ سیالکوٹ میں جو کچھ دیکھ چکا ہوں اس سے لوگوں کو مطلع کروں اور پنجاب کے مسلمانوں سے کہہ دوں کہ قومیں روز روز زندہ نہیں ہوا کرتیں۔ یہ وقت ہے اگر پنجاب کے مسلمان منظم ہو سکتے ہیں تو اس سے بہتر وقت نہیں آئے گا نہ معلوم کل کیا ہونے والا ہے۔ میں تو مباہلہ کانفرنس میں بھی اسی ایک خیال کو لے کر حاضر ہوا تھا لیکن یہاں آکر کچھ رنگ ہی اور دیکھا یہاں بقول مولانا ثناء اللہ صاحب، نبوت تقسیم ہو رہی ہے اور وہ نبوت بھی کس کو دی جارہی ہے؟ مرزا غلام احمد (قادیانی) کو، بھلا صاحب ہماری یہاں کیسے گزر ہو سکتی ہے؟ کیا نبوت بھی کسی کو دی جا سکتی ہے اور وہ بھی جناب ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بعد؟ یہاں تو عقیدہ یہ ہے۔

نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوئے تو شد بے ادبی

یا ایک اور فارسی کے شاعر نے کہا ہے

پارہ ہائے دل صد پارہ بہم مے سازم
چوں شنیدم کہ سگ کوئے تو مہماں شدنی

ہمیں تو یہ کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ان کی گلی کے کتے بھی ہم سے اچھے ہیں، وہ قریب ہیں ہم بعید ہیں۔

دہلی کی مثل:

حضرات! دہلی والے کہتے ہیں کہ دور کا بیٹا، بیٹی اور پاس کا کتا بھی برابر نہیں ہوتا۔ مدینہ منورہ کی گلیوں کے کتوں

کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ مدینہ کے کتے ہیں اور ہم اس شرف قرب سے محروم ہیں۔ دہلی کے ایک بزرگ مولانا پھدار خان صاحب بیان کیا کرتے تھے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک قبر پر لکھا ہوا دیکھا تھا:

"یہ قبر مسجد نبوی کے احاطہ کے باہر ہے، لیکن گنبد خضرا میں آرام کرنے والوں کے بائیں جانب کی جو دیوار ہے اس کے نیچے ہی یہ قبر تھی۔ اس قبر کے سرہانے ایک پتھر پر لکھا ہوا تھا: ثلثۃ رابعھم کلبھم"۔

اللہ بخشے مولانا پھدار خان صاحب کا وعظ سنا ہے۔ یہ بزرگ مولانا قطب الدین خان صاحب دہلوی کے شاگرد تھے، ان کو وفات پائے بھی تیس سال سے زیادہ گزرے، یہ کہا کرتے تھے، اس قبر کو دیکھ کر تمنا ہوئی تھی کہ میں یہاں مدفون ہوتا۔

بھائیو! یہاں آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا کتا بننے کی تمنا ہے، اگر سرکار اپنا کتا فرمادیں تو ہمارے نزدیک دونوں جہاں کی نعمتوں سے بہتر ہے، لیکن ایک غلام احمد (قادیانی) کا دل گردہ ہے کہ وہ نبی بننا چاہتا ہے۔

شیطان اور فرعون کا قصہ:

میں نے قصص کی بعض کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ شیطان نے فرعون سے ملاقات کر کے کہا کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے، میں تو ہزاروں برس سے بندہ بننے کی کوشش کر رہا ہوں، لیکن حضرت حق مجھ کو اپنا بندہ کہنے کو تیار نہیں۔ بھلا تیرے اس دعوے کو کیسے قبول فرماسکتے ہیں؟ فرعون اس پر کچھ شرمندہ ہوا اور چاہتا تھا کہ اپنے دعویٰ کو واپس لے لے، لیکن شیطان نے پھر یہ کہہ کر جمادیا کہ اب جو کچھ ہو گیا وہ ہو گیا، اب اپنے دعوے سے رجوع کرنا اور زیادہ بے عزتی کی بات ہوگی، ہم اپنے کو کتا کہلوانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور نہیں کہہ سکتے کہ دربار رسالت سے سگ درگاہ کا لقب بھی ملتا ہے یا نہیں؟ لیکن غلام احمد اپنے کو نبی کہلوانا چاہتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کر رہا ہے۔

نبوت کا دعویٰ خاتم المرسلین کی توہین:

حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ دنیا ابتدائے آفرینش سے ارتقائی منازل طے کر رہی ہے، جس طرح مادی ترقی ہو رہی ہے، اسی طرح روحانی ہدایت بھی پوری قوت کے ساتھ رہنمائی کر رہی ہے، اس آخری دور میں مادیت اپنی انتہائی منزل پر پہنچنے والی تھی، اسی لئے آخر زمانہ میں اس پیغمبر علیہ السلام کو بھیجا گیا جو تمام روحانی قوتوں کا مالک تھا، سب سے آخر میں سب سے بڑا انجینئر آیا کرتا ہے، برادری میں کوئی روٹھ جائے تو سب سے بڑے کو آخر میں منانے کے لئے بھیج کر یہی ظاہر کرنا مقصود تھا کہ ان سے بڑا کوئی نہیں۔ ان کے بعد یا شفا ہے یا موت۔ تعمیر کی تکمیل ہے یا بربادی ان کے بعد روٹھے ہوؤں کو من جانا ہے یا ہمیشہ کے لئے برادری سے خارج ہو جانا، ان کی شخصیت ابراہیم اور سلیمان علیہ السلام جیسی نہیں ہے، یہ تو آخری پیام ہیں جو قبول کرتا ہے، قبول کرے ورنہ جہنم کا راستہ اختیار کرے، ان کے بعد کسی حیثیت سے بھی نبی کا آنا ان کی کھلی ہوئی توہین ہے۔

غلام احمد نے اسلام کی بنیادیں ہلادیں:

حضرات! مرزا صاحب علیہ ماعلیہ نے ایسا اقدام کیا ہے جس سے اسلام کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ لوگ ولی بنے،

غوث بنے، قطب اور ابدال بنے لیکن آج تک کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ نبوت کا تصور بھی کرتا۔ ختم نبوت پر اتنے صریح اور واضح دلائل موجود تھے کہ کسی کذاب سے کذاب کی یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ادعا کرتا مگر غلام احمد اور اس کے "سعادت مند برخوردار" کی حیرت انگیز جرأت ملاحظہ کیجئے کہ ان کو لفظ نبی اور رسول کا استعمال کرتے ہوئے ذرا سی شرم بھی محسوس نہیں ہوتی، تمام اصطلاحیں وہی استعمال کر رہے ہیں جو حضور کریم علیہ التحیہ والتسلیم کے زمانہ میں بولی جاتی تھیں، مثلاً صحابی، عشرہ مبشرہ، مدینہ المسیح وغیرہ وغیرہ۔

چونی بھی کھے مجھے گھی سے کھاؤ:

اور تو اور وہ مرزا صاحب کی بیوی کا قصہ سنئے۔ مرزا صاحب کو دہلی کی لڑکی بیاہی ہوئی تھی، یہ لڑکی خواجہ میر درد کے گھرانے کی ہے اور میرے محلے کی ہے، اب تک میرے مکان کے قریب بارہ دری میر درد کے نام سے گلی مشہور ہے، یہ لڑکی بارہ دری کی تھی جو ایک دفعہ اپنے میکے گئی اور جہاں تک مجھے یاد ہے مرزا صاحب کے مرنے کے بعد کا واقعہ ہے جب بیگم صاحبہ دہلی گئیں تو پاس پڑوس کی عورتیں ملنے آئیں، کسی نے کہا کھو بوا اچھی ہو؟ مرزا صاحب کیسے بیمار ہوئے تھے؟ تمہاری سوکن کا کیا حال ہے؟ کسی نے بیگم کہا کسی نے نام لیا، کسی نے مرزا کی دلہن کہا، جب یہ عورتیں ان کو خطاب کر رہی تھیں تو ایک دفعہ ہی بیگم صاحبہ بولیں مجھے ام المومنین کہو، اگر ام المومنین نہ کہو گی تو گناہ گار ہو گی۔ اول اول تو دہلی کی عورتیں سمجھی نہیں کہ ام المومنین کیا ہے، کسی نے پوچھا کہ یہ کوئی پنجابی بولی ہے؟ کسی نے کہا کیا قادیان میں دلہنوں کو ام المومنین کہا کرتے ہیں؟ جب عورتوں نے زیادہ اصرار کیا کہ اچھی یہ ام المومنین کیا ہے؟ تو مرزا صاحب کی اہلیہ محترمہ اس کی تشریح کرنے بیٹھیں کہ بوا یہ نبی کی بیوی کا لقب ہوتا ہے جیسے وہ اللہ کے نبی تھے نا، میں ان کے نکاح میں گئی تو میں ام المومنین ہوئی۔ عورتیں پھر بھی نہ سمجھیں کہ کون نبی؟ آخر مزید گفت و شنید کے بعد عورتوں کی سمجھ میں آیا کہ یہ اپنے خاوند کو اللہ کا رسول کہتی ہے اور خاتم النبیین کے بعد کسی نئے نبی کا نام لیتی ہے اور اپنے کو ازواج مطہرات میں سے شمار کرتی ہے، پھر تو عورتوں نے ان بیگم صاحبہ کو ایسے آڑے ہاتھوں لیا کہ خدا کی پناہ، سینکڑوں گالیاں تو انہوں نے مرزا صاحب کو سنائیں اور ان سے کہا بوا! یہ باتیں جا کر قادیان میں کرنا، بارہ دری میں اس قسم کا کفر بکا تو چوٹی کا ایک ایک بال الگ کر دیا جائے گا۔ بھائیو! خلیفہ اول و دوم کی اصلاح سے تو زیادہ تعجب انگیز یہ چیز ہے کہ مرزا کی عورتیں اپنے کو ام المومنین کہلاتی ہیں۔

تیر بر معصوم مے بارو خبیث بد گہر
آسمان رامے زد گرسنگ بارد بر زمین

اس بد قسمت گروہ نے نبوت کو کس قدر ذلیل کیا ہے اور کیسا غلط دروازہ کھولا ہے کہ جس کا انسداد قیامت تک ملت اسلامیہ کے لئے مشکل ہو گیا ہے، گویا معاذاللہ نبوت بھی ایسی چیز ہے جس کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔

سیاسی نقصان:

خیر حضرات! میں نے عرض کیا تھا کہ میں تو ان ہفوات سے کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ مجھے ان باتوں سے

کوئی دلچسپی ہے۔ اگر آپ اس گروہ کو فنا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے اسباب پیدا کیجئے، اچھے ہوشیار مبلغین کی خدمات حاصل کیجئے، پورے طور پر پروپیگنڈہ کیجئے، خدا کی امداد آپ کے ساتھ ہو گی۔ باطل کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں، مرزا کی موت اور وہ بھی مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں ایک عبرت انگیز چیز ہے جس نے باطل کے قلعہ کو تومسمار کر دیا ہے اب جو کچھ رہ گیا ہے وہ غلط بنیادوں پر کچی عمارت ہے۔ اب دلائل کا جہاں تک تعلق ہے مرزا کی مرزائی ختم ہو چکی ہے۔ اب تو جو کچھ ہو رہا ہے وہ گورنمنٹ کے سہارے ہو رہا ہے۔ بڑے بڑے عہدے ان کو گورنمنٹ دے رہی ہے اور اپنے ماتحتوں کو اپنے اثر سے قادیانی بنا رہی ہے۔ خود دہلی میں ایسے بکثرت واقعات ہیں کہ لوگوں نے محض اپنے اغراض کے لئے قادیانیت کو قبول کیا ہے، قادیانی بن کر مقدمات میں کامیابی حاصل کی ہے، قادیانی بن کر ملازمت حاصل کی ہے، یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن یہ دیرپا نہیں ہے۔

حضرات! جس طرح یہ فرقہ مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کا دشمن ہے اسی طرح سیاسی حیثیت سے بھی اس کا وجود سخت نقصان دہ ہے۔ انگریزوں کے وفادار اور بھی بہت ہیں۔ ہندوستان میں غداران وطن اور حکومت کے خوشامدیوں کی کچھ کمی نہیں ہے۔ ایک سے ایک ملت فروش پڑا ہوا ہے، لیکن آج تک بیعت کی شرط کسی نے نہیں لگائی کہ حکومت کی وفاداری میری بیعت کی شرط ہے۔ کسی نے آج تک الماریاں کی الماریاں ایسی تصنیف سے نہیں بھریں جس میں حکومت کی وفاداری کا درس دیا گیا ہو۔ ان ظالموں نے تو گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔ اپنے مطلب کے لئے سب وفاداری کرتے ہیں لیکن ان کے نزدیک تو مسیح موعود پر ایمان لانے کی شرط ہی یہ ہے کہ گورنمنٹ کی وفاداری کا اعتراف و اقرار کرو، یہ تو ایمان کے پردے میں اینگلو انڈین بناتے ہیں۔ انگریز کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے۔ احمدیہ (قادیانی) انگریز کے جاں نثار ہیں۔ آج یہ کشمیر کے مسلمانوں کی ہمدردی میں اٹھے ہیں۔ لیکن ان کو مسلمانوں کی ہمدردی سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، یہ مسلمان کو مسلمان تو سمجھتے ہی نہیں یہ کمبخت ان سے ہمدردی کیا کریں گے؟ میں نے سیالکوٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ ان انگریزی نبوت پر ایمان لانے والوں سے دریافت کرو کہ مظلومین پشاور کے متعلق جناب کی رائے کیا ہے؟ اس وقت مرزا محمود خلیفہ ثانی کہاں تشریف لے گئے تھے؟ یہ برطانوی نبی کے برطانوی خلیفہ اور انگریز روحانیت کے تاجدار پشاور کی گولیوں کے وقت کیا عالم ملکوت میں تشریف فرماتے تھے؟

کشمیری مظالم:

حضرات! اس سے انکار نہیں کہ کشمیری مسلمانوں پر انتہائی مظالم ہوئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب ہو رہا ہے۔ آج کسی قوم کو دوسری قوم پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ طرز حکومت بدل رہا ہے، ہر شخص آزادی کا خواہشمند ہے، یہ میں نہیں کہتا کہ یہ جذبہ غلط ہے یا صحیح؟ بہرحال دنیا کی تمام قوموں میں یہ جذبہ موجود ہے، آج تو وہ زمانہ ہے کہ عرب کے مسلمان مصطفیٰ کمال کی سیادت قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں، حالانکہ کمال کے باپ دادا نے صدہا برس حرمین کی جاروب کشی کی ہے، میں یہ دیکھتا ہوں کہ یہ آزادی کا جذبہ جانوروں تک میں موجود ہے۔ آپ ایک جانور کو پنجرے میں بند کر کے دیکھ لیجئے، چونچیں مار مار کر اپنے سر کو زخمی کر لے گا، جب یہ آزادی کا جذبہ جانوروں میں کارفرما ہے تو پھر انسان کا کیا کہنا ہے؟ میں کشمیری مسلمانوں کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ وہ ڈوگرہ شاہی کی حکومت قبول کرنے کو آمادہ نہیں ہیں، اگر ہمیں اس جذبے سے اتفاق نہ ہوتا تو

آج احرار اسلام کے ارکان کیوں کشمیری مسلمانوں کی حمایت کرتے اور کیوں بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں؟

مجلس احرار اسلام پنجاب:

معزز دوستو! آپ کی مجلس نے اس وقت جو خدمات انجام دی ہیں ان کی تعریف نہیں کی جا سکتی، اگر احرار درمیان میں نہ آجاتے تو قادیانی پارٹی نے ریاست کشمیر اور مسلمانان کشمیر کو کبھی کا ختم کر دیا ہوتا۔ قادیانی جماعت کا آنا مسلمانوں کی صحیح خدمت کرنا نہیں بلکہ ان کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ کشمیر پر انگریزوں کا قبضہ کرا دیں اور وہاں کے مسلمانوں کو انگریزی نبی کا حلقہ بگوش بنادیں تاکہ آئندہ ہندوستان میں ایک قادیانی ریاست قائم ہو سکے لیکن احرار کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان رکھا جائے اور ان کو مہاراجہ کشمیر کی مطلق العنانی اور اندھیر نگری سے نجات دلادی جائے اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ اس موقع پر احرار کے جھنڈے کے نیچے سب کو جمع کر لیا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ وقت نازک آرہا ہے، ہندوستان کے ذرے ذرے اور کونے کونے سے انقلاب کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، اگر پنجاب کا مسلمان زندہ ہوا ہے تو اس کی زندگی سے فائدہ اٹھالو۔

جہلم میں سر فروشوں کا اجتماع:

مسلمان جب اٹھتا ہے تو سر فروشی کرتا ہوا اٹھتا ہے، مجلس احرار نے سر فروشی کر کے ہزاروں سر فروشوں کی تعداد پیدا کر دی ہے۔ کشمیر کے مہاراجہ سمجھتے تھے کہ کسی بے گناہ کے خون سے کھیلنا آسان ہے، وہ مرزا محمود کی طاقت کو جانتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ بہت سے بہت یہ ہوگا کہ خلیفہ قادیان کوئی پیشگوئی کر دیں گے یا اپنے باوا کا کوئی الہام شائع کر دیں گے جیسے روس اور افغانستان کے انقلاب پر ان کا طرز عمل رہا ہے، لیکن ان کو یہ خبر نہ تھی کہ کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کا خون پنجاب کے گلی کوچوں میں ہزاروں سر فروش پیدا کر دے گا، یتیموں کی آہیں اور بیواؤں کی صدائیں پنجاب کے ہر شہر اور قصبے میں آفت ڈھادیں گی۔

من قاش فروشی دل صد پارہ خویشم:

جہلم کے سر فروشوں نے مجھے بھی دعوتی خط بھیجا ہے، پنجاب کے پچاس ہزار سر فروش جمع ہو رہے ہیں۔ بھائیو! میں تو اس دعوت نامہ کو پڑھ کر گھبرا گیا، میں نے ان کو لکھا کہ میں جہلم نہیں آسکتا، وہاں تو وہی شخص آ سکتا ہے جو سر فروش ہو، میں تو دل فروش ہوں، اگر کوئی دل فروشوں کا اجتماع ہو تو فقیر کو بھی یاد کر لینا۔

صاحبو! خدا کا شکر ہے کہ برسوں کے بعد سر فروشی کا لفظ تو سننے میں آیا اگرچہ قبل از وقت ہے۔ زندگی اور حیات کے شوق میں کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھنا کہ پھر کچھ دنوں کے لئے دھکیل دیئے جاؤ، عدم تشدد پر قائم رہتے ہوئے ہر قدم اٹھانا چاہیے، آہستہ چلنا اس تیز گامی سے بدرجہا بہتر ہے جس میں آدمی لنگڑا ہو کر بیکار ہو جائے، میں مجلس احرار کے ارکان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو منظم کیجئے لیکن کسی دہکتی ہوئی آگ میں نہ کود پڑیئے، کشمیر کے بے گناہ مسلمانوں کے خون کا یہ کچھ کم فائدہ نہیں ہے کہ پنجاب کا مسلمان منظم ہو جائے۔

کشمیری مسلمان کے مطالبات:

معزز حاضرین! مجلس احرار کے معزز ارکان کی سر فروشیوں کا خلاصہ ہے کہ آج کشمیری مسلمانوں کے

مطالبات حکومت کشمیر کے روبرو پیش ہیں۔ آپ کے نزدیک مطالبات بہت نرم ہیں مگر میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کشمیر منظور کرلے تو بہت ہیں اور اگر نہ مانے تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ وفد احرار کے خلاف جو سازشیں ہو رہی ہیں، ان سے میں غافل نہیں ہوں، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی دفعہ ۱۲۴ اس سازش کا ایک ادنیٰ کرشمہ اور مرزا محمود کی زندہ کرامت ہے کیونکہ نہ ہو آخر ایک نبی کا بیٹا ہے، خواہ وہ جھوٹے ہی نبی کا سہی۔ لیکن جس کے باپ کی بددعا سے سینکڑوں انسان موت کے گھاٹ اتر چکے ہوں، حتیٰ کہ خود بھی اپنی بددعا سے مرا ہو، کیا اس کے بیٹے میں اتنی بھی کرامت نہ ہوگی کہ ایک سید پر اس کی بددعا سے دو مقدمے ۱۲۴ کے چل جائیں اور کیا اس کی بددعا میں اتنا بھی اثر نہ ہوگا کہ وفد احرار کو کشمیر سے رخصت کردیا جائے اور معاملہ گورنمنٹی وفد سے کیا جائے۔

دکھ بھریں بی فاختہ، کوے انڈے کھائیں:

پیٹے جائیں احراری، نیزے کھائیں احراری، ڈوگروں کی ٹھوکریں کھائیں احراری، غرض ہر قسم کی مصیبتیں برداشت کرنے کے لئے تو احراری لیکن مصالحت و مفاہمت کے ذمہ دار قادیانی، گورنمنٹ کی ہمدردی کے مستحق

قادیانی، ملازمت اور وزارت کے حقدار قادیانی!

حضرات! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، اس پر بھی احراریوں کو تعجب نہ ہونا چاہیے، شیر کا پس خوردہ ہمیشہ گیدڑ اور لومڑیاں ہی کھایا کرتی ہیں۔ ہمارا مطلب یہ ہے کہ مسلمانان کشمیر کو حقوق مل جائیں، ان کے مطالبات پورے ہو جائیں، ان کو ذمہ داری اسمبلی مل جائے، اس سلسلے میں اگر مرزا محمود اور ان کی حمایتی گورنمنٹ کا بھی کچھ مقصد پورا ہوتا ہو تو ہو جائے ہم کیا کریں؟ اس کی ذمہ داری حکومت کشمیر پر اور ہندو اخبارات ہی پر عائد ہوتی ہے۔ احراری اس کے ذمہ دار نہیں ہیں، اگر مہاراجہ اس معاملے کو طول نہ دیتے تو یہ نوبت کیوں آتی؟ اگر ابتدا ہی میں مسلم رعایا کو خوش کردیتے یا پنجاب کے ہندو اخبارات کو غلط امیدیں نہ دلاتے یا ایک اور بزرگ کی آرزو پوری کر دیتے تو شاید یہاں تک نوبت نہ پہنچتی۔ بہرحال اب مطالبات پیش ہو چکے ہیں اور دیکھنا ہے کہ مہاراجہ کا حسنِ تدبر کہاں تک ان کی صحیح رہنمائی کرتا ہے۔

کانگریس کے مخالف اور کشمیر کے حامی:

حضرات! اس سلسلے میں مجھے ایک دلچسپ سوال بھی کرنا ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ کشمیر میں جو جھگڑا ہو رہا ہے وہ حقوق کا ہے، وہاں کی رعایا اپنی حکومت سے حقوق طلب کر رہی ہے۔ وہاں کوئی فرقہ وارانہ جھگڑا نہیں ہے، اس حقوق طلبی کا احساس خواہ باہر کے لوگوں نے پیدا کیا ہو یا خود وہاں کی مظلوم رعایا کے قلوب میں روز بروز کے مظالم سے تنگ آکر بیدار ہوا ہو۔ بہرحال جھگڑا حقوق کا ہے، حکومت ڈوگروں کی ہے اور رعایا کی اکثریت مسلمانوں کی ہے، بالکل کشمیر کے مسلمانوں کی وہی پوزیشن ہے جو برطانوی حکومت میں انڈین نیشنل کانگریس کی ہے۔ کانگریس بھی انگریزوں سے ذمہ داری حکومت کا مطالبہ کرتی ہے، انگریز حکومت پس و پیش کرتی ہے۔ کانگریس سول نافرمانی کرتی ہے، حکومت گرفتار کرتی ہے، لاٹھیاں مارتی ہے، پشاور میں سینکڑوں بے گناہوں کو گولی کا نشانہ بنا دیتی ہے، عورتوں کا جلوس نکلتا ہے تو پولیس گرفتار کرتی ہے، دوچار واقعات لاٹھی چارج کے بھی ہوئے ہیں جن میں عورتوں کو تکلیف پہنچائی گئی لیکن یہی لوگ جو آج کشمیری مسلمانوں کی حمایت کر رہے ہیں کانگریس کی

مخالفت کرتے ہیں، عورتوں کا مذاق اڑاتے ہیں، پولیس کی امداد کرتے ہیں، ہڑتال ہوتی ہے تو یہ لوگ دکانیں کھولے بیٹھے رہتے ہیں، جن لوگوں نے ہندو عورتوں کا مذاق اڑایا میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ ان مسلم خواتین کے متعلق جناب کا فتویٰ کیا ہے؟ جو کشمیر میں جلوس بنا کر نکلیں، جو لوگ باوجود اس ظلم و ستم کے حکومت کشمیر کی حمایت کر رہے ہیں، ان کے متعلق تو آپ کی رائے ظاہر ہے؟ لیکن جو لوگ گول میز کانفرنس میں جا کر حکومت کی حمایت کر رہے ہیں ان کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ عجب ستم ظریفی ہے کہ ایک طرف مسلمانان کشمیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کی جارہی ہے اور دوسری طرف اپنی آزادی کے مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔

حضرات! مجھے تو ان لوگوں پر سخت حیرت ہے، میں آپ ہی سے دریافت کرتا ہوں کہ آخر ان حضرات کے متعلق کیا رائے قائم کی جائے اور ان کی دیانت کا کس طرح یقین کیا جائے جو آج کشمیر کے معاملے میں تو پیش پیش ہیں لیکن کانگریس کے معاملہ میں گالیاں دے رہے تھے؟ اگر کشمیر کی رعایا کو یہ فطری حق ہے کہ وہ ایک مستبد حکومت سے آزادی حاصل کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کی موافقت نہ کی جائے اور اس میں کوئی حصہ نہ لیا جائے۔ بہر حال میں خوش ہوں کہ آزادی کے دشمنوں کو آزادی کا خیال تو آیا جو آج کشمیر کے لئے آزادی طلب کر رہے ہیں۔ شاید کل ہندوستان کی حمایت میں بھی آواز بلند کریں۔ (ماخوذ تقاریر مولانا احمد سعید دہلویؒ)

مکتبہ احرار لاہور کی نئی پیشکش

خطیب الامت بطلِ حریت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی مستند سوانح حیات

حیات امیر شریعت

مؤلف: جانباز مرزا

قیمت: =/150 روپے

ملی و دینی خدمات جہد و ایثار
اور عزیمت و استقلال کا عظیم مرقع
نیا ایڈیشن، رنگین اور دیدہ زیب سرورق
کے ساتھ پہلے تمام ایڈیشنوں سے
یکسر مختلف اور منفرد

ملنے کا پتہ

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
مکتبہ احرار، ۶۹ سی حسین سٹریٹ وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور